کشف المحجوب میں مذکور اہم عربی شعرا

ڈاکٹر احسان احمد
اسسٹنٹ پروفیسر فارسی
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

POETS MENTIONED IN KASHF UL-MAHJOOB

Ahsan Ahmad, PhD
Assistant Professor of Persian,
University of the Punjab, Lahore

Abstract

Ali Bin Usman Hujveri was a renowned Sufi who emigrated from Afghanistan and settled in Lahore. He not only preached the peaceful message of Islam to the people of Punjab but also rendered a compendious work of Sufism namely KASHFUL MAJUB. Along Quranic verses, quotations from Hadith literature and Persian poetry, he also employed many Arabic verses in his book. The article is a study of the Arabic poetry used in KASHFUL MAJUB by Ali Bin Usman Hujveri.

Keywords:
لبید، حسان بن ثابت، اہل بیت، سید علی ہجویری، مولانا محمد حسین، کشف المحجوب

برصغیر پاک و ہند اولیا وصوفیہ کی سرزمین ہے۔قدرت نے اس پر چھائے مہیب اندھیروں کونور لازوال میں تبدیل کرنے کا بندوبست کیے رکھا اور اس خطے کو اولیائے اطہار کے وجود مسعود سے وقتاً فوقتاً مشرف وسرفراز کیا۔انھی عارفان ربانی میں سے ایک معتبر اور پاک سرشت ہستی حضرت سید علی ہجویریؒ ہیں۔ حضرت سید علی ہجویریؒ پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں دنیا میں تشریف لائے اور ابتدائے عمر ہی سے دین کی طرف راغب ہو گئے۔انھوں نے حصول علم دین اور راہ طریقت کی جادہ پیمائی کی غرض سے کئی سفر کیے اور صوفیہ علما وعرفا سے ملاقاتیں کر کے نور بصیرت حاصل کرتے رہے۔مسافرت الگ لیکن علوم دینی وعرفانی سے آپ مسلسل مستفید ہوتے رہے یعنی سیر آفاق کے ساتھ ساتھ سیر نفس بھی جاری رہی۔

لاہور میں قیام کے دوران ہی انھوں نے اصول تصوف پر مشتمل فارسی کی قدیم ترین کتاب ''کشف المحجوب'' تصنیف کی جو بعد میں تصنیف ہونے والی تمام عرفانی کتب کا مستند ترین مآخذ قرار پائی۔ فارسی نثر میں تصوف کے موضوع پر یہ اولین کتاب حضرت علی ہجویریؒ کا ایک ایسا گراں بہا شاہکار ہے جس کی قدر و قیمت آنے والے ہر لمحے کے ساتھ دو چند ہوتی جا رہی ہے۔

کشف المحجوب میں سید علی ہجویریؒ نے جا بجا عربی اشعار کا استعمال بھی کیا ہے جو آپ کی شعر و ادب سے دلچسپی کا غماز ہے۔مقالے میں مذکور عربی شعرا ہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔

فارسی ادب کی شہرۂ آفاق کتاب گلستان سعدی کی ہمہ گیر مقبولیت کا سبب یہی ہے کہ سعدی(۱) نے موقع کی مناسبت سے اشعار کا برمحل استعمال کر کے تحریر کو موثر اور دلکش بنایا ہے۔ بالکل ایسا ہی انداز حضرت داتا گنج بخشؒ کا ہے لیکن آپ کا زمانہ سعدی شیرازی سے تقریباً دو صدی پہلے کا ہے۔گویا یہ انداز تحریر یا طرز اسلوب فارسی نثر میں پہلے ہی موجود تھا اور اشعار کا استعمال زور بیان اور توضیح مطالب کے لیے ضروری خیال کیا جاتا تھا۔عربی اشعار کا موثر استعمال کر کے سید علی ہجویریؒ اپنے شعری ذوق کا اظہار کرتے ہیں۔ان کا اپنا ایک دیوان بھی تھا جس کے بارے میں فرماتے ہیں:

> ''دیوان شعرم کسی بخواست و باز گرفت، واصل نسخہ جز آن نبود، آن جملہ بگردانید و نام من از سرآن بیفکند و رنج من ضائع کرد''(۲)

یعنی میرا دیوان شعر کسی نے مجھ سے طلب کیا اور واپس نہ دیا اور اصل نسخہ اس کے علاوہ کوئی نہ تھا اس نے دیوان کو بدل دیا اور میرا نام اس پر سے محو کر دیا اور میری تمام محنت کو ضائع کر دیا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کشف المحجوب میں سید علی ہجویریؒ کا اپنا ایک شعر بھی موجود ہے جو عربی میں ہے۔یہ واحد موجود شعر ہے جس کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ سید علی ہجویریؒ کا شعر ہے، کیوں کہ اس کی سند خود سید علی ہجویریؒ سے ملتی ہے۔وہ شعر یوں ہے:

واندر این معنی من می گویم:

فنیت فنائی بفقد هوائی فصار هوائی فی الامور هواك (۳)

یعنی میں نے اپنی خواہش کو ختم کرنے سے اپنی فنا کو فنا کر دیا۔ پس ہو گئی میری خواہش تمام کاموں میں تیری خواہش۔ (ترجمہ مولانا محمد حسین)

اس کے علاوہ بھی سید علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں کئی عربی اشعار کا استعمال کیا ہے۔ شعر ایک ایسا ذریعہ اظہار ہے جس میں انسان ان جذبات کو جن کے بیان کے لیے نثر میں کئی صفحے درکار ہوتے ہیں صرف دو مصرعوں میں ادا کر دیتا ہے۔ اسی لیے حضرت سید علی ہجویریؒ نے جب نثر میں بات مکمل کر لی تو خلاصے کے طور پر اشعار کا حوالہ دیا۔ ان اشعار میں سے بعض شعرا کے اسامی مذکور ہیں جبکہ بعض بغیر نام کے ہیں۔ کشف المحجوب میں جن شعرا یا ان کے شعروں کا ذکر ہے ان کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے۔

لبید: ابو عقیل لبید بن ربیعہ زمانہ جاہلیت کا ایک عرب شاعر تھا جو ظہور اسلام کے بعد تک زندہ رہا۔ وہ قبیلہ کلاب کی شاخ بنو جعفر سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی تاریخ پیدائش کے متعلق کوئی مستند روایت نہیں ہے لیکن کہتے ہیں کہ اس نے طویل عمر پائی اور ۴۱ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ (۴) ۴ ہجری میں اس نے اسلام قبول کیا اور شاعری ترک کر دی اور مشہور ہے کہ اسلام لانے کے بعد صرف ایک شعر کہا۔ (۵) یہی وجہ ہے کہ قبول اسلام کے بعد طوالت عمر کے باوجود اس کا شمار جاہل شعرا میں ہوتا ہے۔

اس کی شاعری خاص اپنے الفاظ سے عبارت ہے۔ کلام میں الفاظ کی موزونیت اور تناسب قابل ستائش ہے۔ جذبات نگاری اور منظر کشی نمایاں اوصاف کلام ہیں۔ اس کے معلقہ کے الفاظ پر زور اور اسلوب پختہ ہے۔

کئی بڑے عرب ماہرین لغت مثلاً الشکری، ابو عامر الشیبانی، الاسمعی، الطوسی اور ابن السکیت نے لبید کا دیوان مرتب کیا۔ ان میں سے صرف الطّوسی کے مرتب کردہ دیوان کا نصف حصہ موجود ہے۔ (۶) اس کا دیوان مطبوعہ صورت میں موجود ہے۔ اس کا ایک شعر کشف المحجوب میں موجود ہے:

الا کل شی ماخلا اللہ باطل، و کل نعیم لا محالة زائل (۷)

یعنی آگاہ رہو کہ تمام چیزیں سوائے اللہ کے باطل ہیں اور ہر نعمت ضرور ختم ہونے والی ہے۔

حسان بن ثابتؓ: ابو الولید حسان بن ثابتؓ بن المنذر انصاری ۵۶۳ء میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ (۸) والد اور والدہ دونوں کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ زمانہ جاہلیت میں پرورش پائی۔ حضور اکرمؐ کے مدینہ تشریف لانے پر اسلام قبول کیا اور پھر ساری زندگی ان کی مدح اور حمایت میں وقف کر دی۔

ان کا کوئی شعر تو کشف المحجوب میں نہیں ہے لیکن ان کا ذکر موجود ہے۔ (۹)

قیس عامری: قیس کے لیے عام طور پر مجنون کا لقب استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق قبیلہ بنو عامر سے تھا لیلی و مجنوں کی داستان عشق عربی، فارسی اور ترکی ادبیات میں خاصی معروف ہے۔ اس کی تاریخ پیدائش اور جائے پیدائش کے بارے میں اختلاف ہے جب کہ کہا جاتا ہے کہ یہ ۸۰ھ کے قریب فوت ہوا۔ (۱۰)

قیس عامری کا جو شعر کشف المحجوب میں موجود ہے وہ یوں ہے:

وانی لأ ستنعِسُ واما بی نعسته　　　لعل خیالا منك يلقى خياليا (۱۱)

یعنی مجھے تو اونگھ بھی نہیں آتی بس ویسے ہی کپڑا اوڑھ کر لیٹ جاتا ہوں کہ شاید تیرے کسی خیال کی وجہ سے کوئی خواب ہی نظر آ جائے۔

فرزدق: ابوفراس ہمام بن غالب تمیمی بصرہ ۲۰ھ/۶۴۱ء میں پیدا ہوا۔ اس کا تعلق بنوتمیم کے خاندان مجاشع بن دارم سے تھا ابتدائی ایام بصرہ میں بسر کیے۔ وہ آغوش ادب میں پلا، فصیح ماحول میں جوان ہوا۔ اس کا باپ اسے اشعار پڑھانے اور شاعری سکھانے لگا حتیٰ کہ اس کی طبیعت شعروشاعری کے لیے موزوں اور زبان رواں ہوگئی۔ (۱۲) اس کی شاعری میں فخریہ عنصر غالب ہے اور اس کے فخریہ کلام کو پرشکوہ الفاظ، شاندار اسلوب اور غریب و بلیغ کلمات کی وجہ سے مقبولیت حاصل ہوئی۔

اہل بیت کرام سے اس کو خاص عقیدت تھی اور ان کی مدافعت میں اکثر شعر کہے۔ مشہور ہے کہ ایک دفعہ حج کے موقع پر ہشام بن عبدالملک سے ملاقات ہوئی۔ علی بن حسین کو لوگوں میں گھرا دیکھ اس نے حقارت آمیز تجاہل سے کام لے کر کہا:

''کون ہے؟'' تو فرزدق کو یہ سوال برا لگا اس نے اس کے جواب ایک قصیدہ کہا۔ (۱۳)

قصیدہ کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

هذا الذی تعرف البطحا وطاته　　　والحل يعرفه والبيت والحرام

ان عداهل التقى كانو المتهم　　　اوقيل من خير اهل لارض قيلهم (۱۴)

یعنی یہ وہ ہستی ہے جس کے قدموں کی چاپ سے وادی بطحا واقف ہے۔ بیت اللہ اور حرم وغیر حرم ان سے خوب واقف ہے۔ یہ خدا کے بندوں میں بہترین شخص کا فرزند ہے یہ خود پرہیز گار پاکیزہ خصال اور پاکیزہ باطن ہونے کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ اس گھرانے سے ہیں جن کی محبت دین ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے اور ان کا قرب نجات اور قلعہ حفاظت ہے۔ اگر اہل تقویٰ کا شمار کیا جائے تو یہ لوگ سب متقیوں کے امام ہوں گے اور اگر روئے زمیں پر بہترین مخلوق کو دریافت کیا جائے تو جواب ہوگا یہی سب سے بہتر ہیں۔

حسین بن منصور حلاج: حسین بن منصور حلاج اپنے دور کی متنازعہ ترین شخصیت ہے جس کی پیدائش ایران کے صوبہ فارس میں البیضا کے شمال مشرق میں الطّور کے مقام پر ہوئی۔ اس کا سال پیدائش ۲۴۴ھ/۸۵۸ء ہے۔ (۱۵) ۱۲ سال کی عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور ابتدائے عمر سے قرآن کریم کی سورتوں کے باطنی معانی کی تلاش رہتی۔ پہلے سہل التستری کے مدرسۂ تصوف سے وابستگی رہی بعد میں عمرو بن عثمان المکی کے سلسلۂ طریقت سے وابستگی اختیار کی لیکن جلد ہی اختلاف کی وجہ سے علیحدہ ہو گیا اور جنیدؒ سے اپنا تعلق پیدا کر لیا۔ کشف المحجوب میں درج ہے کہ جنیدؒ نے اسے قبول نہ کیا تو سب نے اس کو چھوڑ دیا۔ (۱۶)

تاریخ اسلام میں بہت کم ایسی شخصیات ہیں جن پر اس قدر بحث کی گئی جتنی حلاج پر ہوئی۔ لوئی ماسیوں کی بلند پایہ تحقیقات نے اس بے مثال شخصیت کو اس کے ماحول اور اسلامی فکر کے ارتقا میں اس کا جائز مقام دلایا (۱۷) اور بعد ازاں مسلم ممالک میں تصوف و ثقافت کے موضوع پر لکھی جانے والی تقریباً ہر کتاب میں اس کا ذکر موجود ہے۔

ابن الندیم کے بقول اس کی تصانیف ۴۶ کے قریب ہیں۔ جب کہ اس کی تصانیف کے اکثر موضوعات تصوف والہیات، علم کلام و فلسفہ وغیرہ ہیں۔ اس کی مشہور تصانیف میں الطواسین، کتاب العبدوالمعبود کتاب الأصول والفروع، کتاب التوحید، کتاب الیقین ہیں، جب کہ اس کا عربی اشعار کا ایک دیوان موجود ہے اور فارسی کے دیوان کو الحاقی تصور کیا جاتا ہے۔

داتا صاحبؒ نے کشف المحجوب میں معتدل انداز میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس قصیدہ کے تین اشعار درج فرمائے ہیں یہاں ایک شعر درج کیا جارہا ہے:

لبیك لبیك یا سیدی و مولائی   لبیك لبیك یا قصدی و معنائی (۱۸)

یعنی اے میرے آقا و مولا لبیک لبیک (میں حاضر ہوں) حاضر ہوں اے وہ ہستی کہ جو میری منزل ومقصود اور جملہ حاجات کا قبلہ ہے۔

ابوبکر شبلیؒ: ابوبکر دلف بن جحدر شبلی ۲۴۷ھ/۸۶۱ء میں بغداد میں ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جو ماوراء النہر سے منتقل ہو کر یہاں آباد ہوا تھا۔ عام طور پر سامرا (سر من راء) کو ان کی جائے پیدائش تصور کیا جاتا ہے۔ انھوں نے بچپن سے دینی تعلیم کی طرف توجہ دی اور تعلیم مکمل کر کے خلیفہ الموفق عباسی کے حاجب کے فرائض انجام دیتے رہے لیکن بعد میں سرکاری ملازمت ترک کر کے عبادت و زہد کی زندگی بسر کی۔ ان کا مزار بغداد میں امام ابوحنیفہ کے مزار کے قریب ہے۔ ۸۷ برس کی طویل عمر پا کر ۳۳۴ھ/۹۶۴ء کو وفات پائی۔

ابوبکر شبلی کا دیوان ڈاکٹر کامل مصطفیٰ الشیبی نے بغداد سے ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۷ء میں شائع کیا ہے۔

ان کے دو اشعار درج کیے جاتے ہیں:

غبت عنی فما احس بنفسی   وتلاشت صفاتی الموصوفة

فانا الیوم غایب عن جمیع   لیس الا العبارة الملهوفة (۱۹)

یعنی مجھ سے غائب ہوا پس مجھے اپنے نفس کی شناخت نہ رہی اور میری صفات موصوفہ نے اس کی تلاش کی تو آج کے دن سے ایسا غائب ہوں کہ اب سوائے افسوس کی عبارتوں کے کچھ بھی نہیں رہا۔

متنبیّ: ابوطیب احمد بن حسین متنبیّ (۳۰۳ھ/۳۵۴ھ) کوفہ میں نادار والدین کے ہاں پیدا ہوا۔ اس کے والد نے اسے تواتر سے مدرسہ بھیجنے کا اہتمام کیے رکھا۔ اس کی ہونہاری نے ابتدائی ایام میں ہی اس کی کامیاب زندگی کی خبر دی۔ اس غرض سے مسافرت اختیار کی۔ اس کا مندرجہ ذیل شعر کشف المحجوب میں موجود ہے:

فکل امری یولی الجمیل محبب   وکل مکان ینبت العز طیب (۲۰)

یعنی ہر وہ شخص کہ جو خوبصورت اخلاق وعادات سے آراستہ وپیراستہ ہو وہ قابل عزت ومحبت ہوتا ہے۔اور ہر وہ جگہ جو عزت اور عمدہ صفات کا منبع وسرچشمہ ہو وہ پاکیزہ اور عمدہ ترین جگہ ہے۔

ابوسعید ابی الخیر: شیخ ابوسعید فضل اللہ بن ابی الخیر (۳۵۷ھ۔۹۶۷ء) میں خراسان کے قصبے میہنہ (موجودہ ترکمانستان) میں پیدا ہوئے۔اپنے عہد کے نامور علماومشائخ سے کسب فیض کیا اور معروف صوفی ابوعبدالرحمٰن السلمی (م۴۱۲ھ) سے بیعت ہوئے۔ان کے حالات زندگی اگرچہ تفصیل سے میسر نہیں لیکن اس کا اہم ماخذ ان کے عزیز محمد بن منور کی کتاب ''اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابوسعید'' ہے جس سے ان کے عقائد ونظریات اور مسلک صلح کل کا پتہ چلتا ہے۔وہ ایک سحر انگیز واعظ تھے اور اکثر وعظ میں شعر سنایا کرتے تھے۔ان کی شاعری کا اہم موضوع صوفیانہ عقائد ہیں۔ رباعی ان کے لیے وسیلہ اظہار ٹھہری ۔ انھوں نے ۴۴۰ھ/۱۰۴۹ء میں میہنہ میں وفات پائی۔

سید علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں ان کے دو اشعار کا ذکر کیا ہے ایک عربی کا اور ایک فارسی کا۔ عربی کا شعر درج ذیل ہے:

تقشع غیم الهجر عن قمر الحب   واسفر نور الصبح عن ظلمة الغیب (۲۱)

یعنی محبت کے چاند کی چمک دمک سے ہجر وفراق کے اندھیرے دور ہو گئے اور ذات مطلق کے ادراک میں آنے کی کیفیت کے باعث نور صبح نے تابانی حاصل کی۔

ابوالعتاہیہ: ابواسحاق اسماعیل بن القاسم ابن سوید بن کیسان ۱۳۰ھ/۲۱۱ھ کو بطور شاعر ابولعتاہیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس کی پیدائش کوفہ میں ہوئی۔ پیشے کے اعتبار سے اس کا خاندان کچھ زیادہ باوقار نہیں تھا۔اس کا باپ حجام کے طور پر کام کرتا تھا اور خود ابوالعتاہیہ جوانی میں گلی کوچوں میں مٹی کے برتن فروخت کرتا رہا۔اپنے پیشے اور ذات کے سلسلے میں احساس کمتری نے ابوالعتاہیہ کو تلخ بنا دیا۔اسی بنا پر زندگی وشاعری کے آخری دور میں اس نے شعر کے ذریعے ارباب دولت وعظمت کو اپنی نفرت کا خوب نشانہ بنایا اور کھل کر اس کا اظہار کیا۔ اپنی فطری کمزوری یعنی حرص وطمع کے ہاتھوں اس نے زمانے میں بڑی خفت اُٹھائی۔اپنی خداداد شعری صلاحیت کی بنیاد پر اسے یہ زعم تھا کہ اس کی زندگی میں معاشی آسودگی رہے گی۔ابوالعتاہیہ پر زندقہ والحاد کا الزام بھی لگا۔

اسے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس نے بحر مضارع ایجاد کی۔ابوالعتاہیہ اور اس کے نوجوان ہم عصر ابان بن عبدالمجید پہلے شاعر ہیں جنھوں نے مزدوج ایجاد کی۔ایک موسیقار الموصلی کی رفاقت میں اس نے اپنی نظموں کو موسیقی کے سانچے میں ڈھالا۔اس کا ایک بیت دیکھیے:

کل شئی له آیة   تدل علی انه واحد (۲۲)

یعنی تو ہر چیز میں اس کی نشانی ہے، جو بتا رہی کہ وہ ایک ہے۔

ابونواس: الحسن بن ہانی الحکمی معروف بہ ابونواس عباسی دور کا بہت مقبول ومعروف عربی شاعر اہواز میں پیدا ہوا۔اس کی تاریخ پیدائش ووفات کے بارے میں زیادہ مستند معلومات میسر نہیں لیکن اس کے بارے میں قیاس ہے کہ ۱۳۰-۱۴۵ھ کے درمیان پیدا ہوا اور ۱۹۸-۲۲۰ھ کے درمیان وفات ہوئی۔اس کی وفات بغداد میں ہوئی۔ابونواس کا والد آخری اموی خلیفہ مروان ثانی کی فوج میں ملازم تھا۔

اس کا ایک شعر کشف المحجوب میں ملتا ہے:

الا فاسقنی خمرا و قُل لی هی الخمر　　ولا تسقی سرا اذا امکن الجهر (۲۳)

یعنی مجھے شراب پلاؤ اور مجھے بتاؤ کہ شراب ہے، جب کھل کھلا کر پلا ناممکن ہو تو مجھے راز دارانہ مت پلاؤ۔

ابوعلی رود باری: اصل نام احمد اور والد کا نام محمد بن ابوالقاسم ہے۔ان کا اصل وطن رود بار (اصفہان) ہے۔ بغداد میں پرورش پائی۔ان کا نسب ساسانی امرا تک پہنچتا ہے۔ان کا سال پیدائش صحیح طور پر معلوم نہیں۔ جب کہ مصر میں زندگی کے اواخر میں مقیم رہے اور وہیں وفات پائی۔

صوفی شیخ کے طور پر معروف ہیں۔جنید بغدادی کے شاگرد اور انھی سے خرقہ تصوف حاصل کیا۔ علی بن عثمان ہجویری نے کشف المحجوب میں ان کا ذکر بہت عقیدت مندانہ انداز میں کیا ہے۔محمود عابدی نے اپنی تصحیح شدہ کتاب میں یہ شعر ابوعلی رود باری کا کہا ہے:

من لم یکُن بِك فانیا عن نعسة　　وعن الهوی والأنس با لاحباب

فکانه بین المراتب واقف　　لمنال حظ او لحسن مآب (۲۴)

یعنی جس کا حال یہ نہ ہو کہ وہ اپنے سے اور نفسانی خواہشوں سے، انسان اور عزیزوں سے فانی ہو۔وہ گویا نفسانی خواہشوں کے حصول، اور نیک انجام کی تمنا میں مراتب کے درمیان ٹھہرا ہوا ہے

الرماح بن ابرد بن ثوبان: اس کی کنیت ابوحرملہ ہے۔پیدائش کا سال معلوم نہیں البتہ وفات ۱۴۹ھ میں ہوئی۔اموی اور عباسی حکومتوں کے امرا اس کے ممدوحین میں سے ہیں۔کشف المحجوب میں اس کا یہ شعر موجود ہے:

منی ان تکن حقا تکن احسن المنی　　والافقد عشنا بها زمناً رغدا (۲۵)

یعنی خواہش اگر حق ہے تو بہتر خواہش ہے، ورنہ ہم نے خواہش میں ایک زمانہ سر کیا جو گزر چکا۔

کشف المحجوب میں علی ہجویری نے کئی اور عربی اشعار بھی درج فرمائے جن کے بارے میں پتہ نہیں کہ یہ کس نے کہے۔ایسے تمام اشعار یہاں درج کیے جا رہے ہیں۔(۲۶)

وطاح مقامی والرسوم کلاهما　　فلست اری فی الوقت قربا ولابعدا

فنیت به عنی فنازلنی به　　فهذا ظهور الحق عند الفناقصدا

یعنی میرا مقام اور رسوم دونوں فنا ہو گئے، اب نزدیکی اور دوری کچھ نہیں رہا۔جب یہ میرے اندر سے فنا ہو گئے تب میرے لیے ہدایت کھلی، اب راہ حق کا حصول ارادی فنا کے بعد ہے۔

تمنيت ان اهوى فلما رايتُه بهت فلم املك لسانا ولا طرفا

یعنی جس سے میں محبت کرتا تھا اس کی تمنا کی پھر جب میں نے اسے دیکھا، تو حیرت زدہ رہ گیا اور اپنی زبان اور کسی عضو کا مالک نہ رہا۔

فكل من فى فواده وجع يطلب شيعا يوافق الوجعا

یعنی ہر وہ شخص جس کے دل میں درد ہے، وہی چاہتا ہے جو (دل کے) درد کے موافق ہے۔

انى لأحسد ناظرى عليكا فاغُض طرفى اذ نظرتُ اليكا

یعنی یقیناً میں تیری طرف نظر اُٹھانے میں حسد کرتا ہوں، اور جب تیری طرف دیکھتا ہوں تو آنکھوں کو بند رکھتا ہوں۔

اذا قلت ما اذنبت قالت مجيبه حياتك ذنب لا يقاس به ذنب

یعنی جب میں نے کہا میں نے کیا گناہ کیا ہے تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا، تیری زندگی ہی گناہ ہے اور اس کے ساتھ گناہ کے قیاس کی کیا ضرورت ہے۔

شربت الراح كاسا بعد كأس فما نفد الشراب وما رويت

یعنی میں نے شراب راحت پیالے بھر بھر کے پئے لیکن، شراب نے مجھ پر اثر نہ کیا اور نہ میں اس سے سیراب ہو سکا۔

اذا طلع الصباح بنجم راح تساوى فيه سكران وصاح

یعنی جب دیدار حق کی صبح دل کو خوش کرنے والے ستارے کے ساتھ طلوع ہوتی ہے، تو اس میں مست و ہشیار دونوں ہوتے ہیں۔

القلب يحسد عينى لذة النظر والعين تحسد قلبى لذة الفكر

یعنی دل آنکھوں سے حسد کرتا ہے کہ انھیں لذت دیدار ملی، آنکھ دل سے اس لیے حسد کرتی ہے کہ اسے لذت فکر ملی۔

فلا تحقرن نفسى و انت حبيبُها فكل امرى يصبو الى من يجانس

یعنی تم میرے نفس کو حقیر نہ جانو تم بھی اس کے محبوب ہو، ہر شخص کو اپنے ہم جنسوں سے مراد حاصل ہوتی ہے۔

أُمد كفى بالخضوع الى الذى جاد بالسمع

یعنی میں خضوع سے اس کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہوں، جو سننے کی سخاوت کرتا ہے۔

العجز عن درك الادراك ادراك والوقف فى طرق الاخيار اشراك

یعنی علم کے ادراک سے عاجز رہنا ہی علم کا ادراک ہے، نیکوں کی راہ سے ہٹ جانا شرک کے برابر ہے۔

منتنى الاحسان دع احسانك اترُك بخشو الله باذنجانك

یعنی تو احسان کا متلاشی ہے اپنے احسان کو چھوڑ، خوف خدا کے سبب اس میں بڑی راحت ہے۔

فی سبیل اللہ ودّ	کان منّی لك يُبذل
كُل يوم تتلون	غير هذا بك اجمل

یعنی اللہ کے راستے میں محبت ہے، جو میری طرف سے تیرے لیے ہے۔ ہر روز ایک نئے رنگ اور انداز کا بدلنا، کیا ہی خوبصورت ہے۔

واصبحت یوم النفر والعیس ترحل	وكان حدى الحادی بنا وهو مُعجل
اُسائل عن سلمی فهل من مُخبر	بانّ له علما بها این تنزل
لقد افسدت حجی و نسكی وعمرتی	وفی البین لی شغل عن الحج مشغل
سأرجع من عامی لحجة قابل	فان الذی قد كان لایتقبلّ

یعنی قربانی کے دن میں نے صبح کی جب کہ سفید اونٹ کوچ کر رہے تھے، اور حدی خوان حدی بلا رہے تھے اور جلدی کی جا رہی تھی۔ اور میں سلمی کے متعلق دریافت کر رہا تھا کہ کیا کوئی خبر دینے والا ہے، کہ اس کو علم ہو کہ کہاں وہ اترے گی۔ یقیناً میں نے اپنا حج قربانی اور عمرہ برباد کر دیے، اور جدائی میں میرے لیے مصروفیت ہے جو حج سے روکے ہوئے ہے۔ آئندہ سال دوبارہ حج کے لیے آؤں گا، پس یہ تو غیر مقبول ہے۔

ان شئت جودی وان ماشئت فامتنعی	كلاهما منك منسوب الی الكرم

یعنی اگر تو چاہے تو مجھ پر احسان کرے اور اگر چاہے تو مجھے منع کر دے، دونوں باتیں تیرے کرم سے منسوب ہیں۔

لسان الحال افصح من لسانی	وصمتی عن سؤالك ترجمانی

یعنی میری زبان سے زیادہ فصیح میرے حال کی زبان ہے، اور میرے سوال کی ترجمانی مجھے خاموشی کر رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

حواشی وحوالے

(۱) سعدی شیزازی (۶۰۶۔۶۹۱ھ) مشہور کتاب ''گلستان سعدی'' کے مصنف اور نظم ونثر میں لازوال شہرت کے مالک ہیں۔

(۲) محمود عابدی، کشف المحجوب، سیروش تہران، ۱۳۸۳ش، ص۲

(۳) ایضاً۔ ص۳۶۱

(۴) اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۸۰ء جلد ۱۸، ص۸۱

(۵) عبدالرحمٰن طاہر سورتی، تاریخ الادب عربی، لاہور، ۱۹۷۲ء، ص۱۳۷

(۶) اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۸۰ء، جلد ۱۸، ص۸۳

(۷) کشف المحجوب، ص۵۸۰۔ دیوان لبید، کارل بروکلیمین، لیڈن، ۱۸۹۱ء، ص۲۸

(۸) اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۳ء، جلد ۸، س۲۰۷

(۹) محمود عابدی، کشف المحجوب، ص۵۹۱

(۱۰) اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۸۰ء جلد ۱۸، ص۵۸۷

(۱۱) کشف المحجوب،ص۵۱۹،دیوان قیس بن الملوح،یسری عبدالغنی،ادارالکتب العلمیہ،بیروت،۱۴۲۰ھ۔

(۱۲) عبدالرحمٰن طاہر سورتی،تاریخ الادب عربی،لاہور،۱۹۷۲ء،ص۲۸۱

(۱۳) ایضاً،ص۲۸۲

(۱۴) کشف المحجوب،ص۱۱۲،۱۱۳دیوان فرزدق،ڈاکٹر جوزف ہل،میونچن،۱۹۰۰ء،ص IXX

(۱۵) منصور حلاج کی اصل تاریخ پیدائش ۲۴۴ھ/۸۵۸ء ہے جب کہ تصوف و ادبیات و ادبیات تصوف، سیروس ایزدی، تہران،ص، ۳۶ اور اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی لاہور میں (۲۴۴ھ۔۸۰۸ء) درج ہے۔ اول الذکر اردو انسائیکلوپیڈیا، فیروزسنز لاہور، ۱۹۸۷ء میں درج ہے۔

(۱۶) مولانا محمد حسین، کشف المحجوب،لاہور،ص۱۹۰

(۱۷) اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی لاہور،۱۹۷۳ء، ج۸،ص۵۳۹

(۱۸) کشف المحجوب،ص۳۸۰۔دیوان حلاج،L.Massigon،۱۹۳۱ء،ص۱۱،۱۲

(۱۹) کشف المحجوب،ص۲۹۲۔

(۲۰) کشف المحجوب،ص۵۴۲،دیوان متنبی باہتمام احمد بن حسین،دارالطباعہ والنشر،بیروت۱۴۰۳ھ۔

(۲۱) محمود عابدی نے بھی اپنی مرتب کردہ کشف المحجوب میں اشعار کی فہرست میں اسے خبزارزی کا شعر قرار دیا ہے۔ جب کہ یہ عربی رباعی ''اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید'' محمد بن منور، باہتمام دکتر ذبیح اللہ، تہران، چاپ پنجم، ۱۳۶۱ھ۔ش میں یوں درج ہے۔(ص۱۳۹)

تقشع غیم الھجر عن قمرالحب — واشرق نور الصبح فی ظلمة العتب

وجاء نسیم الاعتذار مخففا — فصادفه حسن، القبول من القلب

جب کہ ڈاکٹر محمد رضا شفیعی کدکنی کے بقول یہ شعر داتا صاحب نے ابوسعیدؒ سے منسوب کیا ہے۔ اصل میں یہ شعر ایک دفعہ ابوسعید ابوالخیرؒ نے ابومسلم فارسی کو ایک کاغذ پر لکھ کر دیا تھا جس کی وجہ سے سید علی ہجویریؒ نے اسے ابوسعید ابوالخیر کا شعر سمجھا۔ جب کہ غالب قیاس یہ ہے کہ یہ شعر نصر بن احمد خبزارزی (م ۳۲۷ھ) کا ہے جو عراق کا ایک شاعر تھا۔(اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید، باہتمام دکتر محمد شفیعی کدکنی، ایران، چاپ دوم، ۱۳۶۷ھ۔ش،ص۱۱۵

(۲۲) دیوان ابی العتاھیه، مطبع مفید عام لاہور،۱۳۱۴ھ،ص۶۳، کشف المحجوب ص۴۱۱

(۲۳) دیوان ابو نواس، دارالکتاب العربی بیروت لبنان،۱۴۲۳ھ،ص۴۴، کشف المحجوب ص۵۹۲

(۲۴) کشف المحجوب،ص۳۷۰۔

(۲۵) محمد نایف،شعر ابن میاده،الموصل،۱۹۶۸ء،ص۳۵۔

(۲۶) یہ اشعار کشف المحجوب میں ان صفحات پر موجود ہیں،۳۶۲، ۴۸۹، ۱۲، ۴۸۷، ۴۳۳، ۲۸۲، ۲۸۶، ۴۴۸، ۱۳۲، ۵۹۷، ۲۸، ۳۱۵، ۵۹۶، ۴۸۳، ۴۴۷، ۵۲۳